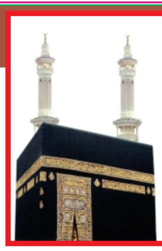
ہفت روزہ دی انڈین مسلم ٹائمز

Rs.2/-

بمبئی واطراف کے مسلمانوں کی دینی و مذہبی سرگرمیوں کے ساتھ مختلف اسلامی معلومات سے بھرپور اہل سنت کی نمائندگی کرنے والا اپنی نوعیت کا واحد اخبار

جلد ۲۷ ☆ شمارہ ۳۱ ☆ ۲۳؍جنوری تا ۲۹؍جنوری ۲۰۲۳ء بمطابق ۳۰؍جمادی الاخریٰ تا ۶؍رجب المرجب ۱۴۴۴ھ

کلام اللہ جل جلالہ



ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کیے ان کی تعریف ہو ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے،

(آل عمران ۱۸۷-۱۸۸)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد سب سے پہلے جو چیز خدا نے پیدا کی وہ قلم ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ لکھ قلم نے عرض کی کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر۔ تو قلم نے لکھا جو کچھ ہو چکا تھا اور جو اب تک ہونے والا تھا (ترمذی۔مشکوٰۃ)

رضا اکیڈمی مہراج گنج کی جانب سے غریبوں میں کمبل تقسیم کیا گیا

غریبوں اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے: الحاج محمد سعید نوری

گورکھپور: ۱۱؍جنوری ۲۰۲۳ء رضا اکیڈمی کی جانب سے مولانا نظام احمد خان قادری مصباحی صدر رضا اکیڈمی مہراج گنج کی قیادت میں محافظ ناموس رسالت اسیر مفتیٔ اعظم الحاج محمد سعید نوری بانی وسربراہ رضا اکیڈمی ونائب صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کے حکم سے مدرسہ غوثیہ زینت العلوم (دہیاواں بازار پریاگ راج الہ آباد یوپی) میں غرباء ومساکین کے بیچ کمبل تقسیم کیا گیا جس میں قرب و جوار کے علماء کرام ودانشوران نے شرکت کی واضح رہے کہ ممبئی سے حضور معین المشائخ حضرت مولانا سید معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء اور بانی رضا اکیڈمی جناب الحاج سعید نوری یہ سربراہان مصروفیات کی وجہ سے اس تقریب کا حصہ نہ ہو سکے لیکن ان کی سرپرستی بذریعہ مواصلات حاصل رہی انہیں کے ساتھ رضا اکیڈمی کے متحرک وفعال رکن مولانا محمد عباس رضوی اور مولانا ظفرالدین رضوی ممبئی ہماری ہر موڑ پر رہنمائی کی ہم ان کے ممنون ومشکور ہیں انہوں نے ہمیں ایسے کام کرنے کی ترغیب دلائی جو آج ہم صحیح ڈھنگ سے ایسے کام کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں ظاہر سی بات ہے رضا اکیڈمی کے سربراہ نے ہمیشہ ملک وملت کی بقاء اور اس کی ترقی ساتھ ہی ضرورت مندوں غریبوں مسکینوں یتیموں بے سہاروں کی حاجت روائی کی ہے ان کے کاموں سے ہمیں حوصلہ ملتا ہے لہذا ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور آگے بھی چلتے رہیں گے ان باتوں کا اظہار مہراج گنج رضا اکیڈمی کے صدر مولانا نظام احمد خان قادری مصباحی نے کیا انہوں مزید کہا کہ ہم رضا اکیڈمی کے بانی جناب الحاج محمد سعید نوری کے ہر پیغام کو فولو کرتے ہیں انہیں کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرتے ہیں مولانا نظام احمد نے کہا کہ خدمت خلق ہمارے دین کا اہم حصہ ہے خدمت خلق بہت بڑی دولت ہے اس پر جو عمل پیرا ہو جاتا ہے اس کی دنیا و آخرت دونوں سنور جاتی ہے یہ بھی یاد رہے کہ نباض قوم وملت حضرت مولانا نظام احمد قادری مصباحی ضلع صدر رضا اکیڈمی شاخ مہراج گنج وبانی تحریک پیغام انسانیت کے ہاتھوں کمبل تقسیم کیا گیا جس میں قرب و جوار کے لوگ شامل رہے اس موقع پر جناب تواب حسین انصاری، سرفراز حسین انصاری، امتیاز احمد انصاری وغیرہ شامل رہے

محبّت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیے روشن ہیں

از: غلام مصطفیٰ رضوی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے جو اپنے آفاقی سلام میں رحمت کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "جانِ رحمت" اور "شمعِ بزمِ ہدایت" کہا لاریب خوب کہا۔ اس لیے کہ رحمت کی وہ جان ہیں۔ وہ کیا آئے رحمتیں چھا گئیں۔ زحمت کا دور رُخصت ہوا۔ بزمِ ہدایت کی آخری شمع ہیں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خاتم الانبیاء کی روشنی سے اولین وآخرین منور ہو رہے ہیں۔ قیامت تک انہیں کی روشنی کائنات کو نور نور رکھے گی۔ بزمِ محشر انہیں کے نورِ اقدس سے منور ہوگی۔ رب کریم نے عظمت عطا کی۔ ذرۂ ناچیز سے کم تر بشر خاک ان کی عظمتیں کم کر سکیں گے۔ رب نے بڑھایا ایسا کہ ہر لحظہ عظمت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہر لمحہ درود وسلام کے والہانہ نغمے آفاق میں گونج رہے ہیں۔ محبتوں کی سوغات عقیدتوں کی تھالی میں سجا کر پیش کی جا رہی ہے۔ عشاق کے قافلے رواں دواں ہیں۔ فرشتگانِ الٰہی قطار در قطار درِ محبوب پر آتے اور محبتوں کی سوغات نذر کرتے ہیں۔ درود وسلام کا سلسلہ صبحِ قیامت تک جاری رہے گا۔ رب کریم محبوب کی شان ایسی بڑھا رہا ہے کہ مٹانے والے مٹ گئے۔ ذکر پاک پھیلتا ہی جا رہا ہے۔ دلوں کے طاق پر محبتوں کے دیے روشن ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اسلامی سال کا ساتواں مہینہ

رجب المرجب

اسلامی ساتویں مہینہ کا نام رجب المرجب ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رجب ترجیب سے ماخوذ ہے اور ترجیب کے معنی تعظیم کے ہیں۔ اہل عرب اس مہینہ کو اللہ تعالی کا مہینہ کہتے تھے اور اس کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ اس لئے اس کو رجب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ رجب کو اصم (بہرہ) بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ اس میں کسی فریادی کی آواز کو نہیں سنا جاتا تھا اور نہ ہی اس میں ہتھیاروں کی کھٹکھٹاہٹ سنی جاتی تھیں۔

اس مہینہ کی یکم تاریخ کو سیدنا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ السلام کشتی پر سوار ہوئے اور اسی ماہ کی چوتھی تاریخ کو جنگ صفین کا واقعہ پیش آیا۔ اور اس ماہ کی ستائیسویں کی رات کو محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج شریف کی ہے جس میں آسمانی سیر اور جنت ودوزخ کا ملاحظہ کرنا اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونا تھا۔ اور اسی ماہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو سید الکونین حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا۔ اس مہینہ کو اصب بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت ومغفرت انڈیلتا ہے۔

اس میں عبادتیں مقبول اور دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں جب مظلوم ظالم کے لئے بدعا کرنا چاہتا تو رجب کے ماہ میں بدعا کرتا ہے جو مقبول بارگاہ الٰہی ہوتی۔ الغرض بہت سی حدیثیں اس کی عظمت شان پر دلالت کرتی ہیں۔

ماہ رجب کی فضیلت

رجب المرجب ان چار مہینوں میں سے ایک ہے جن کو قرآن مجید نے ذکر فرمایا "منها اربعة حرم" یعنی چار معظم مہینوں میں سے ایک معظم مہینہ رجب ہے۔ اور کتب حدیث میں بھی رجب کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ چند مبارک حدیثیں ہدیہ ناظرین ہیں۔ نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" رجب اللہ تعالی کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے" "بے شب رجب عظمت والا مہینہ ہے اس میں نیکیوں کا ثواب دگنا ہوتا ہے جو شخص رجب کا ایک دن روزہ رکھے تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔"

اس مہینہ میں اللہ تعالی نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ رجب کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت باقی انبیائے کرام علیہ السلام پر ہے اور رمضان شریف کی فضیلت باقی مہینوں میں ایسی ہے جیسی اللہ تعالی کے فضیلت تمام بندوں پر ہے۔

☆☆☆

لیلۃ الرغائب کے نوافل

ماہ رجب کی پہلی جمعرات کو لیلۃ الرغائب کہتے ہیں۔

اس رات میں مغرب کی نماز کے بعد بارہ رکعت نفل چھ سلام کے سے اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں سورۂ قدر (اِنَّآ اَنزَلْنَا) تین مرتبہ اور سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ) بارہ ۱۲؍مرتبہ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ درود شریف ستر ۷۰؍مرتبہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

پھر سجدے میں جا کر ستر ۷۰؍مرتبہ پڑھے۔

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ

اور سجدے سے سر اٹھا کر ستر ۷۰؍مرتبہ پڑھے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيُّ الْاَعْظَمُ

پھر دوسرا سجدہ کرے اور اس میں بھی سجدۂ اول والی دعا پڑھے۔

اور پھر سجدہ میں رہ کر جو دعا مانگے وہ قبول ہوگی (ماثبت من السنۃ، ص ۱۳۶)

رجب المرجب کے فضائل

"رجب اللہ جل جلالہ کا مہینہ ہے جس نے اس کی تعظیم کی، اللہ جل جلالہ دین ودنیا میں اس کی تعظیم فرمائے گا۔" (الحدیث)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ رجب جنت کی ایک نہر کا نام ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ نہر رجب سے وہی پانی پیئے گا جو رجب کے روزے رکھے گا

حضور تاجدار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عادات واطوار

اللہ عزوجل نے نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام اولین وآخرین سے ممتاز اور افضل واعلیٰ بنایا۔ اسی طرح جمالِ صورت میں بھی یکتا و بے نظیر بنایا۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خلوت و جلوت، سفر وحضر میں جمالِ جہاں آرا کو دیکھتے رہے، انہوں نے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل وکمال کی جو تصویر کشی کی ہے اسے سن کر یہی کہنا پڑتا ہے۔

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا

آپ سر کے بال سے لے کر پیر کے ناخن تک اللہ عزوجل کی قدرت کے مظہر ہیں۔ اس تحریر کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو سیرت مبارکہ اور اسوۂ حسنہ سے قریب کیا جائے، ایسے وقت میں جب کہ ناموس رسالت میں توہین اور مختلف طریقوں سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں سیرت طیبہ کو نمونۂ عمل بنانا ضروری ہے اور اسی میں آخرت کی بھلائی بھی ہے۔ آیئے سیرت طیبہ کے ان گوشوں سے استفادہ کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تکیہ لگانے کا انداز

صفوان بن عسال ایک روز اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔ حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائیں جانب تکیہ رکھا ہے اور اس پر ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کنویں پر بیٹھنا

بسا اوقات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنوئیں کے منڈیر پر تشریف فرما ہوتے اور اپنے قدم مبارک کو کنوئیں میں لٹکا دیتے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کیلئے چاردیواری میں تشریف لے گئے، میں پیچھے پیچھے چلتا آیا، جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چاردیواری میں داخل ہوئے تو میں دروازے پر بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربان بنوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اپنی پنڈلیوں سے چادر اٹھالی اور انہیں کنوئیں میں لٹکا دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار اور اس کے اقسام

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا" میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تیز چلنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ زمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے لپٹتی جا رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو کسی قسم کا ضعف یا سستی ہرگز نمایاں نہ ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو ساتھ والے دوڑتے لیکن پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پا سکتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو پوری قوت سے چلتے اس میں کوئی کسل اور سستی نہ ہوتی۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرعت رفتار کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلا کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ بلندی سے نشیب کی طرف جا رہے ہیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلا کرتے تو قدم جما کر رکھتے جس سے پتہ چلتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی میں نہیں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گریہ وفغاں

جس طرح سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنستے وقت قہقہہ نہیں لگایا کرتے تھے اسی طرح جب روتے تھے تو آواز بلند نہیں ہوتی تھی بلکہ آنکھوں سے آنسو ٹپکتے تھے اور موسلا دھار بہتے تھے البتہ سینے میں رونے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کسی میت پر ازراہِ رحمت اشک فشانی کرتے اور کبھی اپنی امت پر عذاب الٰہی کے خوف سے رویا کرتے اور کبھی قرآن کریم سنتے وقت چشمانِ مبارک سے آنسوؤں کے موتی ٹپکنے لگتے۔ کبھی حالت نماز میں گریہ طاری ہو جاتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جمائی لینے سے محفوظ رکھا تھا

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھائی فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی جمائی نہیں لی۔ بخاری شریف میں ہے اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی لینے کو ناپسند کرتا ہے۔



لباس مبارک

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قمیص پہنی جو ٹخنوں کے اوپر تک تھی اور اس کی آستین انگلیوں تک تھی۔ حضرت ابن ماجہ ابن سعد اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی قمیص پہنا کرتے تھے جس کی آستینیں بھی لمبی نہیں ہوتی تھیں اور اس کی لمبائی بھی زیادہ نہ ہوتی تھی۔ بزار نے ثقہ راویوں کے واسطہ سے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آستین گٹے تک ہوتی تھی۔ حضرت انس سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک قمیص تھی جو سفید صوف سے مصر میں بنائی جاتی تھی، اسے قبطی کہتے تھے، وہ لمبائی میں بھی چھوٹی تھی اور اس کی آستینیں بھی چھوٹی تھیں۔

بقیہ صفحہ ۳ پر

ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز ممبئی

اداریہ

سلطان محمود غزنوی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی انتہاء

حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایران کا بادشاہ اپنے سفیر کیساتھ ملاقات کے لئے آیا ہوا تھا دن سارا سلطنت کے امور پر تبادلہ خیال میں گزر گیا رات کے کھانے کے بعد ایرانی بادشاہ اور سفیر کو مہمان خانے میں آرام کرنے کی غرض سے بھیج دیا گیا۔۔۔سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ خود بھی مہمان خانہ میں ہی ایک الگ خیمہ نما کمرے میں ٹھہرے تا کہ مہمان داری میں کوئی کمی نا رہ جائے۔۔۔تقریباً نصف رات کے بعد سلطان نے اپنے خیمہ کے باہر کھڑے غلام کو آواز دی: حسن۔۔۔اس نے پانی کا لوٹا اور خرچی اٹھائی اور خیمہ میں داخل ہو گیا۔۔۔ایرانی بادشاہ بڑی حیرت سے اپنے خیمہ کے پردہ سے یہ منظر دیکھ رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے غلام حسن کا باہر آنے کا منتظر بھی تھا۔۔۔جیسے کوئی سوال اسکو بے چین کئے ہوئے تھا جیسے ہی حسن سلطان کے خیمہ سے باہر نکلا ایرانی بادشاہ نے اسے بلایا اور پوچھا جب سلطان نے تمہیں آواز دی حسن۔۔۔تو تمہارا حق تھا پہلے پوچھتے جی کیا حکم ہے آقا۔۔۔! تم بنا پوچھے ہی پانی کا لوٹا اور خرچی لیکر سلطان کے خیمہ میں چلے گئے ہوسکتا ہے سلطان کو کسی اور چیز کی طلب ہو۔۔؟ حسن مسکرایا اور ایرانی بادشاہ کو جواب دیتے ہوئے بولا حضور میرا مکمل نام محمد حسن ہے...اور میرے سلطان ہمیشہ باوضو رہتے ہیں اور جب انکا وضو نا ہو تب ہی وہ مجھے حسن کہہ کر پکارتے ہیں۔۔اور میں سمجھ جاتا ہوں اب سلطان کو وضو کی حاجت ہے جو انہوں نے اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان سے ادا نہیں کیا۔۔آج تک میرے سلطان نے بغیر وضو کے مجھے محمد حسن کہہ کر نہیں پکارا۔۔۔اللہ اکبر۔۔۔! یہ تھے وہ ہمارے اسلامی تاریخ کے "ہیروز" جن کے دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا...

کنویں کا جنات اور بھائی

کہتے ہیں کہ ایک گاؤں کے کنوئیں پہ عجیب ماجرا ہوا کہ جو ڈول بھی کنوئیں میں ڈالا جاتا واپس نہ آتا جبکہ رسی واپس آجاتی، سارے لوگ خوفزدہ ہو گئے کہ اندر ضرور کوئی جن بھوت ہے جو یہ حرکت کرتا ہے آخر اعلان کیا گیا کہ جو بندہ اس راز کا پتہ لگائے گا اس کو انعام دیا جائے گا، گاؤں کے ایک بہادر آدمی نے کہا کہ اس کو انعام کی کوئی ضرورت نہیں مگر وہ گاؤں والوں کی مصیبت کے ازالے کے لئے یہ قربانی دینے کو تیار ہے، مگر ایک شرط پر.........شرط یہ ہے کہ کنوئیں میں اسی صورت اتروں گا جب رسہ پکڑنے والوں میں میرا بھائی بھی شامل ہو.........اس کے بھائی کو بلایا گیا، پھر رسہ پکڑنے والوں نے رسہ پکڑا اور ایک ڈول میں بٹھا کر اس بندے کو کنوئیں میں اتار دیا گیا، اس بندے نے دیکھا کہ کنوئیں میں ایک مچھندر قسم کا بندر بیٹھا ہوا ہے جو ڈول سے فوراً رسی کھول دیتا ہے، اس بندے نے اپنی جیب کو چیک کیا تو اسے گڑ مل گیا، اس نے وہ گڑ اس بندر کو دیا، یوں بندر اس سے مانوس ہو گیا، پھر بندے نے کسی طرح اس بندر کو کندھے پر بٹھایا اور نیچے سے زور زور سے رسہ ہلایا۔۔گاؤں والوں نے رسہ کھینچنا شروع کیا اور جونہی ڈول اندھیرے سے روشنی میں آیا تو لوگ بندر کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئے کہ یہ کوئی عفریت یا راکشس ہے، جس نے اس بندے کو کھا لیا ہے اور اب اوپر بھی چڑھ آیا ہے.........اس دہشت میں سب رسہ چھوڑ کر سرپٹ بھاگے مگر اس بندے کا بھائی رسے کو مضبوطی سے تھامے اوپر کھینچنے کی کوشش کرتا رہا تا آنکہ وہ کنارے تک پہنچ گیا کنوئیں سے نکل کر اس نے بندر کو نیچے اتارا اور لوگوں کو اس بندر کی کارستانی بتائی پھر کہا کہ میں نے اسی لئے اپنے بھائی کی شرط رکھی تھی کہ اگر میرے ساتھ کنوئیں میں کوئی ان ہونی ہو گئی تو تم سب بھاگ نکلو گے جبکہ بھائی کو خون کی محبت روکے رکھے گی، یاد رکھیں کوئی لاکھ اچھائی کرے اور یوں کہے کہ ہم تمہارے بھائی جیسے ہی ہیں، ہم تمہاری بہن جیسی ہی ہیں، لاکھ محبتیں دکھا ڈالے کوئی، مگر خونی رشتے آخر کار خون ہی کے رشتے ہوتے ہیں، ان کی قدر کریں

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انصار سے خطاب

مروی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین بھیجا، وہ وہاں سے مال و دولت لے کر آئے، جب انصار کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ سب صبح کی نماز میں حاضر ہوئے، نماز سے فارغ ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو حضور نے مسکرا کر فرمایا شاید تمہیں ابوعبیدہ کے مال لے کر آنے کی خبر مل گئی ہے، انہوں نے عرض کی جی ہاں! آپ نے فرمایا تمہیں مبارک ہو، رب ذوالجلال کی قسم مجھے تمہارے بارے میں فقر و فاقہ کا خوف نہیں ہے بلکہ میں اس وقت سے ڈرتا ہوں جب تم پر پہلی امتوں کی طرح دنیا فراخ ہوجائیگی اور تم اس میں پہلی امتوں کی طرح مشغول ہو کر ہلاک ہوجاؤ گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اکثر اس بات کا اندیشہ کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ تم پر یہ دنیا اپنی تمام فتنہ سامانیوں کے ساتھ فراخ کردے گا۔ فرمان نبوی ہے، اپنے دلوں کو دنیا کی یاد میں نہ لگاؤ۔ آپ نے دنیا کی یاد سے منع کردیا ہے (مکاشفۃ القلوب صفحہ ۲۲۴)

از تحریر: قادری محمد شاداب رضا برکاتی رضوی ممبئی

☆☆☆☆☆

☆☆☆ علم حاصل کرو، کرلو دنیا مٹھی میں ☆☆☆

(India,Hafiz Hashim)

قرآن کریم کی باعتبار نزول سب سے پہلی آیتیں یہی ہیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (۲) اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ (۳) الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (۴) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (۵) (القرآن سورہ علق، آیت ۵ سے ۱) ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کے لوتھڑے سے بنایا، پڑھو تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے رحم کرم والا ہے، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ یہی پہلی نعمت عظمیٰ ہے جو اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انعام فرمایا اور یہی وہ پہلی نعمت ہے جو ارحم الراحمین نے اپنے رحم و کرم سے اپنے بندوں کو عطا فرمائی۔ اس میں تنبیہ ہے انسان کی اول پیدائش پر کہ وہ ایک جمع ہوئے خون کی شکل میں تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ احسان کیا کہ اسے اچھی صورت میں پیدا کیا پھر علم جیسی اپنی خاص نعمت اسے مرحمت فرمائی اور وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ علم ہی کی برکت تھی تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں میں ممتاز نظر آئے۔ علم کبھی تو ذہن میں ہوتا ہے اور کبھی زبان پر اور کبھی کتابی صورت میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ پس علم کی تین قسمیں ہوئیں۔ ذہنی، لفظی اور رسمی۔ ایک جگہ یہ بھی ہے العلم صید علم کو لکھ کر قید کرلیا کرو۔ اس میں یہ بھی ہے کہ جو شخص اپنے علم پر عمل کرے اسے اللہ تعالیٰ اس علم کا وارث کر دیتا ہے جسے وہ نہیں جانتا۔ اللہ رب العزت نے انبیاء کرام علیہم السلام کو علم کی بے بہا دولت سے سرفراز فرمایا۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (القرآن، سورہ البقرہ، آیت ۳۱) ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے پھر سب (اشیاء) کو ملائکہ پر پیش کرکے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام بتاؤ۔ (کنز الایمان) فرشتوں پر آدم علیہ السلام کی فضیلت کس وجہ سے ہوئی؟ یہاں اس بات کا بیان ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص علم میں حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر فضیلت و عظمت عطا فرمائی اور یہ فضیلت فرشتوں کو بھی نہیں کیونکہ جو علم حضرت آدم علیہ السلام کو حاصل ہے فرشتے اس سے خالی ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام نام بتائے ان کی تمام اولادوں کے، سب جانوروں کے، زمین و آسمان، پہاڑ، تری، خشکی، گھوڑے، گدھے، برتن، چرند، پرند، فرشتے، چاند وغیرہ وغیرہ تمام چھوٹی بڑی چیزوں کا علم اللہ نے آدم علیہ السلام کو عطا فرمایا۔

جب بنی نوع انسان کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے علم جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا تو ان کی اولاد انسانوں کو بغیر علم کیسے پسند فرمائے گا۔ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل فرمائی وہ علم حاصل کرنے کی تلقین کے ساتھ ہے۔ علم ایک ایسی طاقت (Power) ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا۔ رب تبارک تعالیٰ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم سکھایا، بتایا، عطا فرمایا تو ان کی امت کو علم جیسی انمول نعمت سے دور رہنا کیسے پسند فرمائے گا۔ احادیث میں بھی علم حاصل کرنے کی بے شمار فضیلت ہے۔ آگے احادیث آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ مختصر حال دنیا مطالعہ فرمائیں دنیا کی مختلف قوموں کی تاریخ اور ان کی علمی ترقی کو دیکھیں کس طرح مختلف علم سیکھ کر دنیا میں حکمرانی کررہے ہیں اور دنیا کو اپنی مٹھی میں کئے ہوئے ہیں۔

علم کی طاقت: جاپان کو دیکھئے کہ ایک چھوٹا سا چند جزیروں پر مشتمل ملک ہے لیکن اس کی ٹکنالوجی کی طاقت کا کمال ہے کہ پورے ورلڈ میں اس کی بنائی ہوئی چیزوں (Product) کی کتنی اہمیت ہے اور مانگ ہے۔ آج جب کہ انتہائی مسابقت (Competition) کا دور ہے اسے دوسرے ممالک جیسے چین، کوریا، امریکہ کی چیزوں میں آج بھی لوگ جاپان کی مصنوعات کو پہلی پسند مانتے اور خریدتے ہیں۔ برطانیہ کو دیکھئے اگر مغرب میں امریکہ اور کناڈا تک اس نے حکومت کی ہے تو مشرق میں بہت سے ممالک میں اس کی حکومت رہی ہے۔ حالانکہ برطانیہ کا رقبہ بہت چھوٹا ہے۔ برطانیہ کے ایک طرف سے دوسری طرف کا فاصلہ چھ سو میل کے قریب ہے۔ یہ سب کس طاقت کا اثر تھا؟ یہ علم اور ٹکنالوجی کی طاقت کا نتیجہ تھا۔ ہمارے ملک میں برہمنوں کی تعداد پانچ فیصد ہی کے قریب ہے لیکن عملاً پورے ملک کا اقتدار ان ہی کے ہاتھوں میں ہے۔ امریکہ جیسے ملک میں یہودیوں کی تعداد بھی تین فیصد کے ارد گرد ہے لیکن ان کی علمی، سائنسی ٹکنالوجی کی طاقت سے پوری دنیا ان سے ڈری سہمی رہتی ہے ان کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ ذرائع ابلاغ جیسا طاقتور ہتھیار پوری طرح سے ان کے ہاتھوں میں ہے۔ بینکنگ کا نظام ان کی گرفت میں ہے۔ کیا مجال کہ کوئی امریکی صدر یہودیوں پر کھل کر تنقید کرے۔ اس کا جینا اور صدارت کے عہدہ پر رہنا ناممکن بنا دیتے ہیں۔ یہ سب علم کی طاقت کا نتیجہ ہے۔ آج موبائل کا ہر شخص گرویدہ ہے اگر یہ کہا جائے کچھ ہی لوگوں کو چھوڑ کر بڑے چھوٹے تعلیم یافتہ شخص ہو یا غیر تعلیم یافتہ شخص ہو، امیر ہو غریب ہو وغیرہ وغیرہ۔ ہر طبقہ موبائل کا غلام بن گیا ہے تو شاید بیجا نہ ہوگا۔ ۵؍فروری ۲۰۰۴ کو مارک زکر برگ (Mark Zuker Berg) ہاورڈ یونیورسٹی کے ایک باتونی لڑکے نے Facebook لانچ کیا بہت تیزی سے اس کی مقبولیت میں اضافہ ہونے لگا۔ ہندوستان میں بھی فیس بک ۲۰۰۷ میں لانچ ہوگیا۔ اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر ہاورڈ یونیورسٹی نے اس کا استعمال امتحانی امور کی اطلاع کے لئے شروع کردیا اور آج پوری دنیا کی یونیورسٹیوں، کالجوں، آفسوں میں اس کا استعمال ناگزیر ہوگیا ہے۔ ۱۹۸۴ میں نیو یارک میں پیدا ہونے والے مارک زکر برگ کی زندگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کی لگن اور اس کی تعلیم اس کو کہاں تک پہنچا دیتی ہے اور اسی کو کہتے ہیں دنیا کو مٹھی میں کرلینا۔ آج پوری دنیا سے نہ صرف اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا بلکہ دنیا کے ارب پتیوں (Billonaire) میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ یہ ہے علم کی طاقت۔

یہ چند دنیاوی مثالیں ہیں۔ کلام الٰہی و فرمودات مصطفوی کے آگے اس کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ ساری دنیا کے لئے رشد و ہدایت کے لئے نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید کی ابتدا "اقراء" پڑھو سے ہوئی اور آخر میں بتادیا گیا کہ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ (القرآن، سورہ مائدہ، آیت ۳) ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام دین کو پسند کیا۔ (کنز الایمان) اس میں یہ بھی فرمان الٰہی ہے دین اسلام پسندیدہ مذہب ہے۔

ہمارے نبی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی علم و حکمت سکھانے والے نبی ہیں تو پھر اسلام پر چلنے والے مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ علم کی جستجو میں جی جان سے لگ جائیں علم حاصل کریں۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۳۴) علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد (عورت) پر فرض ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ علم اسلام کی زندگی اور دین کا کھمبا (Piller) ہے اَلْعِلْمُ حَیَاۃُ الْاِسْلَامِ وَعِمَادُ الدِّیْنِ۔ علم اسلام کی زندگی اور دین کا کھمبا ہے۔ (کنز العمال، جلد اول، صفحہ ۷۶) وغیرہ وغیرہ۔ پھر یہ قوم علم سے اتنی دور اور محروم کیوں؟ وجوہات بہت سی ہیں پر وجوہات و رکاوٹوں سے لڑ کر ہم کو علم حاصل کرنے کی سعی میں دن رات ایک کرنا ہوگا تبھی ہم دوسری قوموں کے مقابلے میں کامیابی حاصل کرسکیں گے۔ علم آسانی سے حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن یحییٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم جسم کے آرام کے ساتھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ (مسلم حدیث نمبر ۱۲۹۰) کڑی محنت لگن سے علم حاصل ہوتا ہے اور جب علم حاصل ہوجاتا ہے تو علم حاصل کرنے پر روزی کا ذمہ رب تبارک تعالیٰ لے لیتا ہے۔ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقِهٖ۔ جس نے علم حاصل کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی روزی کو اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا۔ (کنز العمال جلد ۱۰، ۷۹)۔

اللہ کو طاقت ور مومن پسند ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طاقتور مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث ۷۹، مسلم حدیث نمبر ۲۶۶۴، سنن نسائی ۶۲۵، مسند احمد حدیث ۳۷ وغیرہ) مسلمانوں کو چاہئے علم حاصل کریں طاقتور مومن بنیں اور دنیا کو دین اسلام کی دعوت دیں۔ الحمد للہ! خانقاہ مارہرہ سے عظیم المرتبت سجادگان حضور سید امین قاری دامت برکاتہ اور حضور سید نجیب حیدر نوری صاحب قبلہ کے زیر سایہ البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی، علی گڑھ و مارہرہ شریف میں علما کا تربیتی و ترغیبی کورس صحافت و خطابت پر چل رہا ہے۔ بہت خوشی ہے ان شاء اللہ اس کے بہت اچھے نتائج سامنے آئیں گے طلبہ کرام محنت و ایمانداری سے علم سیکھیں اور موجودہ زمانے کی سب سے طاقتور مانے جانے والی طاقت میڈیا پر بھی اپنی پکڑ مضبوط کریں۔ یہ بہت بڑی دنیا ہے پر جتنا ممکن ہو وہی کریں نہیں ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے۔ ہزار قدم چلنے والا بھی پہلے قدم کو آگے بڑھا کر ہی ہزار قدم پر پہنچتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے مضمون نویسی کا فن تیزی پکڑ رہا ہے۔ آپ بھی اپنی بات، اپنا عقیدہ لوگوں کے سامنے پیش کریں آپ جب بھی قلم اٹھائیں تو ذہن میں رکھیں کہ آپ کی لکھی گئی تحریر دوسروں تک جائے گی اور لوگوں کے ذہنوں پر گہرا اثر ڈالے گی اپنی تحریر کو حوالہ جات سے مزین رکھیں۔ قرآن کلامِ الٰہی ہے دلوں کو مسخر کرتا ہے۔ اس کا حوالہ حدیث پاک، صحابہ، بزرگان دین کی سیرت سے بھی پیش کریں۔ طویل مضامین سے پرہیز کریں۔ ہاں، اگر حوالہ جات پر مبنی ہو تو بہتر ہے۔ عمدہ لکھنے کے لئے مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ الفاظ سیدھے اور آسان استعمال کریں اور حقائق بیان کرنے میں رو رعایت نہ کریں۔ گول مول بات نہ کریں آپ وارثِ انبیاء ہیں خدارا حق بیانی سے قطعی گریز نہ کریں اور حق بیانی کو اول میں رکھیں ان شاء اللہ کامیابی قدم چومے گی۔ اللہ پاک ہم تمام لوگوں کو حق و صداقت پر قائم رکھے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز ممبئی
جلد نمبر 27 شمارہ نمبر 31
پرنٹر پبلیشر ایڈیٹر عبدالکریم
بھارت لیتھو پریس فارس روڈ ممبئی ۸ سے چھپوا کر ۵۲؍ڈونٹاڈ اسٹریٹ ممبئی ۹ سے شائع کیا۔
سالانہ ممبرشپ
۲۰۰؍روپئے
مالک: عبدالغفار رضوی
ٹیلی فون: 022-23454585

پیغام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دیتے ہیں صدیق اکبر میرے ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جنت میں پیغمبر ﷺ کے رفیق: ہر صحابی رضی اللّٰہَ تعالیٰ عنہ جنتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اپنی رضا اور خوش نودی کا اعلان کیا ہے، لیکن بعض ایسے بھی خوش نصیب ہیں، جنہیں نبوت نے اپنی زبانِ مبارک سے نام لے کر جنتی ہونے کی بشارت دی، جیسے: عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللّٰہُ تعالیٰ عنہم ہیں، لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب افراد میں سے ہیں جن کو نہ صرف آپ ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ جنت میں اپنا رفیق ہونے کی بھی اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں، جیسا کہ امام ابوبکر محمد بن حسین الآجری بغدادی رحمتہ اللہِ علیہ (متوفی ۳۶۰ھ) اپنی کتاب "الشریعۃ" میں آپ ﷺ کا اسی طرح کا فرمان نقل کرتے ہیں: ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے (ایک مرتبہ) اپنے ہاتھ کو (اللہ کے دربار میں) اُٹھایا اور فرمایا: اے اللہ! ابوبکر کو قیامت کے دن میرے ساتھ درجہ عطا فرما، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی گئی کہ ہم نے آپ کی دعا کو قبول کرلیا ہے۔" (:الشریعۃ، ج:۴، ص:۱۷۸۷، رقم الحدیث:۱۲۷۵) اس ارشاد مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنت میں آپ ﷺ کے رفیق ہوں گے، کیوں کہ اس کی نہ صرف آپ ﷺ نے دعا مانگی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول بھی کیا ہے

حدیث شریف: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پل صراط سے گزرنے کا تحریری اجازت نامہ صرف اسی کو ملے گا جو ابوبکر صدیق (رضی اللّٰہ تعلیٰ عنہ) سے محبت کرنے والا ہوگا۔" (:الریاض النضرۃ، ج۱، ص۲۰۷)

مقام صدیق بزبان حسان بن ثابت: اللہ جل جلالہ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہ تَعَالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللہ تعَالیٰ عَنْہ سے ارشاد فرمایا: "اے حسان! کیا تم نے بھی میرے صدیق کے بارے میں کچھ مدح سرائی کی ہے؟" عرض کیا: "جی ہاں یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! "فرمایا: "مجھے سناؤ۔" حضرت سیدنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہ نے شان صدیق اکبر میں ایک رباعی عرض کی: وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمَنِیفِ وَقَدْطَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَا ترجمہ: اے ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تعَالیٰ عَنْہ آپ اس بابرکت غارِ ثور میں "ثَانِيَ اثْنَيْن" یعنی دو میں سے دوسرے تھے جب دشمن نے اس پہاڑ کے گرد چکر لگایا اور اس پر چڑھا۔ وَكَانَ حُبَّ رَسُولِ اللهِ قَدْ عَلِمُوا مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ بَدَلَا ترجمہ: اور آپ ہی رسول اللہ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے محبوب ہیں اور سب جانتے ہیں کہ حضور نبیٔ کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ساری مخلوق میں کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھا۔ خَاتَمُ الْمُرْسَلِيْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْن صَلَّى الله تَعَالیٰ علیه وَاٰلِهٖ وَسَلَّم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اتنا مسکرائے کہ آپ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں، پھر ارشاد فرمایا: "اے حسان! تو نے سچ کہا ابوبکر ایسے ہی ہیں۔": (المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ابوبکر الصدیق ابن ابی قحافۃ، الحدیث: ۴۴۶۹، ج۴، ص۷، جمع الجوامع، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۹۳۶۱، ج۱۴، ص۶۱) ذخیرۂ احادیث میں سے چند احادیث آپ حضرات کے سامنے پیش کی ہیں، جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور منقبت پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین. جو حق پر ہیں وہ کہتے ہیں صدیق اکبر میرے ہیں

شانِ صدیق اکبر بزبانِ فاتحِ خیبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما: جن خوش نصیبوں نے ایمان کے ساتھ سرکارِ عالی وقار صلّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلّم کی صحبت پائی، چاہے یہ صحبت ایک لمحے کے لئے ہی ہو اور پھر ایمان پر خاتمہ ہوا انہیں صحابی کہا جاتا ہے۔ یوں تو تمام ہی صحابۂ کرام رضیَ اللّٰہُ عنہم عادل، متقی، پرہیزگار، اپنے پیارے آقا صلّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلّم پر جان نچھاور کرنے والے اور رضائے الٰہی کی خوش خبری پانے کے ساتھ ساتھ بے شمار فضائل و کمالات رکھتے ہیں لیکن ان مقدس حضرات کی طویل فہرست میں ایک تعداد ان صحابہ رضیَ اللّٰہُ عنہم کی ہے جو ایسے فضائل و کمالات رکھتے ہیں جن میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور ان میں سرِ فہرست وہ عظیم ہستی ہیں کہ جب حضرت سیّدنا محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والدِ ماجد حضرت سیّدنا علیُّ المرتضیٰ رضیَ اللہُ عنہ سے پوچھا: رسولُ اللہ صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد (اس اُمّت کے) لوگوں میں سب سے بہترین شخص کون ہیں؟ تو حضرت سیّدنا علی رضیَ اللہُ عنہ نے ارشاد فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضیَ اللہُ عنہ

شانِ صدیق اکبر میں نازل ہونے والی علوی تفسیر: اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا حضرت صدیق اکبر کی شان بیان فرمائی۔ ان آیت پر مشتمل ایک مکمل کتاب حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے کہ ہم یہاں صرف وہ آیتِ مبارکہ تحریر کر رہے ہیں۔ جنکی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے حضرت علی المرتضٰی نے بیان فرمایا کہ۔۔صداقتِ صدیق اکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے قرآنِ پاک کا ارشاد: وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ ترجمہ: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور جنھوں نے انکی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں؛۔ اس آیت کی تشریح و توضیح میں حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو حق یعنی دینِ اسلام لے کر آئے حضرت محمّد ﷺ ہیں اور جنھوں نے انکی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ برسرِ منبر علی الاعلان حضرت صدیقِ اکبر کے مقامِ صدّیقیت کا تذکرہ فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابویحیٰ کہتے ہیں: میں نے بارہا حضرت علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو منبر شریف پر یہ فرماتے سنا ہے کہ "اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے حضرت ابوبکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا نام صدیق رکھا یونہی حکیم بن سعد روایت ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو ایک بار قسم اٹھا کر یہ فرماتے سنا کہ: انزل اللہ اسم ابی بکر من السماء الصدیق۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا نام صدیق آسمان سے نازل فرمایا ہے۔

تاریخ الخلفاء مولانا جلال الدین سیوطی صفحہ ۳۰/صحابیت صدیق اکبر کا ذکر قرآن میں: حضرت صدیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت ورفاقت قرآن کریم سے ثابت ہے اور اسکا انکار قرآن پاک کا انکار اسی فضیلت وعظمت کا تذکرہ فرماتے ہوئے حضرت علی المرتضی فرماتے ہیں کہ: " تمام لوگوں کی اللہ نے مزمت کی ہے اور صدیق اکبر کی یوں تعریف کی ہے۔۔" ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو اللہ نے انکی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔": علی متقی، کنزل العمال جلد ۱۲/۵۱۵

حضرت سرکار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی شان میں حدیثِ پاک کی تعداد ۳۱۶ ہے یہاں پر تحریر کی موضوع کے اعتبار سے صرف وہی حدیثِ پاک نقل کر رہے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کردہ ہیں کہ۔۔حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما اہل جنت کے سردار ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہیں حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھا کہ حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اچانک آتے نظر آئے تو نبی کریم ﷺ نے انکے بارے میں فرمایا کہ: "یہ دونوں نبیوں اور رسولوں کے سوا سب اولین و آخرین ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں۔ اے علی تم انہیں نہ بتانا۔ مسند امام احمد بن حنبل اور کنزل العمال میں شابھا کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ یعنی ادھیڑ عمر جنتیوں کے ساتھ ساتھ جوانوں کہ بھی سردار ہیں۔: مسند امام بن جنبل صفحہ ۲۰۳/جز ۲/ہیں قرآن و حدیث کے ترجمان پر امام احمد رضا اسی حدیث پاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ۔۔فرماتے ہیں

یہ دونوں ہیں سردارِ دو جہاں
اے مرتضی عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

امام احمد رضا خان (رضی اللّٰہُ تعالی عنہ) حدائق بخشش

غار سے مزار تک ابوبکر ابو بکر (رضی اللّٰہُ تعالی عنہ): امام الصحابہ شانِ صدیق اکبر بزبان فاتح خیبر اور اجماعِ امت بلکہ صحابہ کرام کا عقیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) خدا اِکرام فرماتا ہے اَتْقٰی کہہ کے قرآن میں کریں پھر کیوں نہ اِکرام اَتْقِیَا صدیق اکبر کا۔ یوں تو تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان آسمانِ ہدایت کے ستارے ہیں۔ لیکن ان سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس پر اہلِ سنت کا اجماع ہے، احادیث مبارکہ اور خاص طور پر اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کے پڑھنے کے بعد کسی مُحِبِّ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ان کی فضیلت کا انکار ممکن نہیں۔ اس پوسٹ میں فاتح خیبر کے کثیر ارشادات جمع کئے ہیں۔ جن سے صدیق اکبر کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ اور ہمارا ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ ساری امت سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اب قیامت تک کوئی کتنی ہی عبادت و ریاضت کرے، انکے برابر نہیں ہوسکتا۔ یہ شان ہر صحابی کو حاصل ہے۔ تو پھر ذرا سوچئے کہ امام الصحابہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کون ہوسکتا ہے؟ جنہوں نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ پھر تبلیغ اسلام کی راہ میں آنے والی مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ سفر ہجرت میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی رفاقت و معیت کا شرف حاصل ہوا۔ اسی مناسبت سے "یار غار" کا مشہور و معروف لقب آپکو ملا۔ اللہ کے حکم سے اسکے محبوب کی بارگاہ سے انہیں "صدیق اکبر" کا خطاب ملا۔ وزیر و مشیرِ حبیب کبریا کا درجہ آپکو حاصل ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ بلکہ ان میں سے پانچ حضرات کو اسلام قبول کرنے پر آپ ہی نے آمادہ کیا۔ سرکار دو عالم ﷺ کے تاکیدی حکم پر مصلٰئے رسول پر کھڑے ہو کر صحابہ کی امامت کا شرف بھی آپ ہی کو ملا۔ آپ ہی کو سید الاتقیاء کے لقب سے پکارا گیا۔ بلافصل خلافتِ مصطفیٰ کا تاج بھی آپ ہی کے سرِ اقدس پر سجا۔ پھر روضۂ مصطفیٰ ﷺ میں قیامت تک کیلئے قیام کا اعزاز بھی آپ کو عطا ہوا۔ انہی سعادتوں اور فضیلتوں کی وجہ سے اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء و رُسُل کے بعد ساری امت سے افضل ہیں۔ قرآنِ حکیم کی کئی آیاتِ مبارکہ اور سرکار دو عالم ﷺ کی بیسیوں احادیثِ طیبہ سے یہ عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ حیرت ہوتی ہے اس قدر واضح آیاتِ قرآنی و احادیثِ نبوی اور اجماعِ امت بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اجماع کے بعد بھی بعض لوگ اپنی ناواقفیت اور جہالت کی وجہ سے یا دانستہ امتِ مسلمہ میں انتشار پیدا کرنے کیلئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ صرف امت سے افضل قرار دیتے ہیں۔ بلکہ اس فاسد عقیدے کی تشہیر کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے اور نہ خدا سے ڈرتے ہیں؛ بلکہ یہاں تک گستاخی اور بے ادبی کرتے ہوئے کہتے ہیں خلافت، حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق تھا جو حضرت ابوبکر صدیق نے چھین لی۔ (معاذ اللہ) ان لوگوں کو نصیحت کرنے کیلئے میں نے ایک قابلِ صد احترام سادات ہی کی مدد سے جس سنی عالم دین کے رسالے سے کچھ اخذ کیا جنکا ذکر ان شآء اللہ میری دسویں پوسٹ میں کرونگی جن میں انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں۔ جنھیں پڑھ کر ایمان کی تازگی اور عقیدہ میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کا نہ صرف واضح الفاظ میں اقرار و اعتراف کرتے تھے بلکہ اس عقیدے کے خلاف بات کرنے والوں کو سزا دینے کا برسرِ منبر اعلان فرماتے تھے۔ ان ارشادات سے اہل سنت کے اجماعی عقیدے کی بھی تائید تصدیق ہوتی ہے کہ خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کا کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ وہ باہم شیر و شکر تھے اور آیتِ قرآنی "رحماء بینھم" کی عملی تصویر تھے۔ یہ ارشادات پڑھ کر محبان علی کو چاہئے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کے مطابق اپنے عقیدے کو سنواریں اور افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے اجماعی عقیدے سے اختلاف کی جسارت نہ کریں۔

سراجی کارواں سے بس یہی آواز آتی ہے
ہمارے دردِ دل کا آسرا صدیق اکبر ہیں

اے رضویہ ممبئی

بقیہ: حضور تاجدار انبیاء ﷺ ۔۔۔

حضور کریم ﷺ کا دھاری دار اونی لباس

ابن عساکر سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کیلئے لکیر دار چادروں سے ایک لباس تیار کیا گیا یہ چادریں کالی صوف سے بنی ہوئی تھیں اور ان کے دو سفید صوف کے کنارے بنائے گئے تھے۔ حضور ﷺ یہ لباس پہن کر مجلس میں تشریف لائے اور فرمایا کتنا خوبصورت لباس ہے۔ ایک اعرابی وہاں موجود تھا اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے پہنا دیں۔ رحمت عالم ﷺ کا یہ شیوہ تھا اگر حضور ﷺ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو حضور ﷺ منع نہیں فرماتے۔ فرمایا بہت اچھا۔ پھر سوتی چادریں منگوائیں ان کو پہنا اور لباس اتار کر اس اعرابی کو دیدیا۔ پھر حکم دیا اس لباس کی طرح ایک اور لباس تیار کروایا جائے ابھی وہ تیاری کے مرحلے ہی میں تھا کہ نبی کریم ﷺ اس دنیائے فانی سے دار البقاء کو تشریف لے گئے۔

خوشبو اور پھولوں سے حضور ﷺ کی محبت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں۔ عورتیں۔ خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے۔

دیواروں پر تصویروں والا پردہ لٹکانا

امام احمد اور دیگر اکابر محدثین نے اپنی صحاح میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ ایک دفعہ سرکار دو عالم ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے میں نے اپنے دروازے پر ایک پردہ لٹکایا ہوا دیکھا اس میں پروں والے گھوڑوں کی تصویریں تھیں جب حضور ﷺ تشریف لائے اور اس پردے کو دیکھا تو رخ انور پر ناگواری کے آثار میں نے بھانپ لئے حضور ﷺ نے اسے کھینچا اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور کیچڑ کو لباس بنائیں۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ ہم نے اس پردہ کو کاٹ کر دو تکئے بنا لئے اور ان کو کھجور کے پتوں سے بھر دیا اس بات کو حضور ﷺ نے ناپسند نہیں کیا۔

سواری کے جانور

زرقانی علی المواہب وغیرہ میں لکھا ہوا ہے کہ حضور ﷺ کی ملکیت میں سات گھوڑے، پانچ خچر، تین گدھے اور دو اونٹنیاں تھیں (زرقانی) لیکن اس میں تشریح نہیں ہے کہ بوقت وفات ان میں سے کتنے جانور موجود تھے؟ کیونکہ حضور ﷺ اپنے جانور دوسروں کو عطا فرماتے رہتے تھے کچھ نئے خریدتے کچھ ہدایا اور نذرانوں میں ملتے بھی رہے۔ بہر حال روایات صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات اقدس کے وقت جو سواری کے جانور موجود تھے ان میں ایک گھوڑا تھا جس کا نام "لُحَیف" تھا، ایک سفید خچر تھا جس کا نام "دلدل" تھا، یہ بہت ہی عمر دراز ہوا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک زندہ رہا اتنا بوڑھا ہو گیا تھا اس کے تمام دانت گر گئے تھے اور آخر میں آنکھوں کی بینائی بھی ختم ہو گئی تھی۔ ابن عساکر کی تاریخ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جنگ خوارج میں اس پر سوار ہوئے۔ ایک عربی گدھا تھا جس کا نام "عُفَیر" تھا ایک اونٹنی تھی جس کا "عضباء و قصواء" تھا یہ وہی اونٹنی تھی جس پر آپ نے ہجرت فرمائی اور اسی کی پشت پر حجۃ الوداع میں آپ نے عرفات و منیٰ کا خطبہ پڑھا تھا۔

خانگی سامان

ظروف اور برتنوں میں کئی پیالے تھے، ایک شیشہ کا پیالہ تھا، ایک پیالہ لکڑی کا تھا جو پھٹ گیا تھا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے شگاف کو بند کرنے کیلئے ایک چاندی کی زنجیر سے اس کو جکڑ دیا تھا (بخاری) چمڑے کا ایک ڈول، ایک پرانی مشک، ایک پتھر کا تغار، ایک بڑا سا پیالہ جس کا نام "السعہ" تھا ایک چمڑے کا تھیلا جس میں آپ آئینہ، قینچی اور مسواک رکھتے تھے، ایک کنگھی، ایک سرمہ دانی، ایک بہت بڑا پیالہ جس کا نام "الغراء" تھا، صاع اور مد ناپنے کے دو برتن۔ ان کے علاوہ ایک چارپائی جس کے پائے سیاہ لکڑی کے تھے، یہ چارپائی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدیہ خدمت اقدس ﷺ میں پیش کی تھی، بچھونا اور تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور مقدس جوتیاں تھی۔ یہ حضور ﷺ کے اسباب و سامانوں کی ایک فہرست ہے جن کا تذکرہ احادیث میں متفرق طور پر آتا ہے۔

تبرکات نبوت ﷺ

حضور ﷺ کے متروکہ سامانوں کے علاوہ بعض یادگاری تبرکات بھی تھے جنھیں عاشقان رسول ﷺ فرط عقیدت سے اپنے اپنے گھروں میں محفوظ کئے ہوئے تھے اور ان کو اپنے جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے چنانچہ موئے مبارک نعلین شریفین اور ایک پیالہ جو چاندی کے تاروں سے جوڑا ہوا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان تینوں آثار متبرکہ کو اپنے گھر میں محفوظ رکھا تھا۔ اسی طرح ایک موٹا کمبل حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ جن کو وہ بطور تبرک اپنے پاس رکھے ہوئے تھیں۔ اور لوگوں کو اس کی زیارت کراتی تھیں۔ چنانچہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی خدمت مبارکہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ تو انھوں نے ایک موٹا کمبل نکالا اور فرمایا کہ یہ وہی کمبل ہے جس میں حضور ﷺ نے وفات پائی۔

عصائے مبارک

حضور ﷺ کا عصائے مبارک اس طرح ضائع ہوا کہ حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسی مقدس عصائے نبوی کو اپنے دست مبارک میں لے کر مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ بالکل ناگہاں بدنصیب "جہجاہ غفاری" اٹھا اور اچانک آپ کے ہاتھ سے اس مبارک تبرک کو لے کر توڑ ڈالا۔ اس بے ادبی سے اس پر یہ قہر الٰہی ٹوٹ پڑا کہ اس کے ہاتھ میں مہلک مرض ہو گیا اور پورا ہاتھ سڑ گل کر گر پڑا۔ اور اسی عذاب میں وہ ہلاک ہو گیا۔ (دلائل النبوۃ)

☆☆☆☆☆

Postal Regd.NO.MCE/57/2021-2023 R.N.I. NO. 57110/93

THE INDIAN **MUSLIM TIMES** WEEKLY

Office Add.: 52 Dontad Street, 1st Floor, Khadak, Mumbai 400009

VOL: 27 , ISSUE NO: 31 DATE: 23 January to 29 January 2023. Rs.5/-

Email:- mumbai.razaacademy@gmail.com ☎022-23454585

To

امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت وبصیرت

غلام مصطفیٰ رضوی

سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے پاکیزہ گروہ کی خود تربیت فرمائی۔ صحابۂ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے دین کو مکمل احتیاط اور اخلاص سے جہان بھر میں پہنچایا۔ کفر وشرک کو سرنگوں کیا۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد خلیفۂ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منہاجِ نبوی کے مطابق اسلامی مملکت کے نظام کو چلایا۔ آپ کے عہد میں کئی کئی محاذ درپیش آئے، فتنے سر اُبھارے، یہود ونصاریٰ کی سازشوں نے نئے نئے محاذ تیار کیے، آپ نے جس حکمت ودانش، فکر وتدبر اور فہم وفراست کے ساتھ ان کا مقابلہ کر کے انہیں پسپا کیا وہ ایثار بے مثال ہے، جس پر آج بھی اربابِ تحقیق و دانش محوِ حیرت ہیں۔ مؤرخین تعجب کرتے ہیں اور اغیار آپ کی حکمت کو خراجِ عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ آپ کے عہدِ مبارک میں متعدد فتوحات ہوئیں اور مملکتِ اسلامیہ کی توسیع ہوئی۔ آپ نے اسلام کے دعوتی نظام کو بہ حسن وخوبی آگے بڑھایا اور کافی تعداد میں بنجر دل اسلام کی خوشبو سے باغ وبہار ہو گئے۔ تحریکِ ارتداد کا خاتمہ، ایامِ عسرت میں مال سے اسلام کی مدد، اور بے پناہ سیاسی تدبر جس کی بنیاد مومنانہ فراست پر تھی؛ یہ آپ کے وہ کارنامے ہیں جن کی بنیاد پر بیگانے بھی اعتراف پر مجبور ہیں۔

اس مختصر تحریر میں راقم شانِ صدیقی کے ان جلوؤں کو واضح کرے گا جو اعتراف کے ذیل میں آتے ہیں، اپنے تو آپ کی شان و عظمت، وجاہت وعلم، فہم وفراست کے قائل ہیں ہی اور بیگانے بھی اعتراف پر مجبور ہیں، ان میں مستشرقین بھی ہیں، مغربی مصنفین اور متعصب مؤرخین بھی، اغیار کے تاثرات کی ایک جھلک دیکھیں:

دانشورانِ مغرب کے اعترافات

(۱) **سر ولیم میور**: یہ بڑا متعصب مؤرخ گزرا ہے، اپنی کتاب The Caliphate its Rise, Decline and Fall میں لکھتا ہے: ''(حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قلب وذہن میں شخصی جاہ وحشمت کا خیال تک نہ تھا، حالاں کہ وہ شاہانہ اختیارات کے مالک تھے اور کسی کے سامنے جواب دہ نہ تھے۔ انہوں نے اپنی ساری طاقت صرف خدمتِ اسلام اور اس کی ترقی وبرتری میں صرف کی تاکہ ملتِ اسلامیہ کو فائدہ ہو۔

(حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی کام یابی کا سب سے بڑا راز (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر کامل ایمان وایقان تھا۔''...... اقبالؔ کے الفاظ میں یہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھا جس نے شانِ صدیقی کو بلند کیا ؎

تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا

عشقِ تمام مصطفیٰ، عقل تمام بولہب

(۲) **لین پول**: مسٹر لین پول اپنی کتاب Studies in a Mosque میں لکھتا ہے: ''(حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فیصلہ کرتے وقت متین اور عادل ہوتے تھے، وہ دل کے نرم اور کریم النفس تھے، اور خدمت اسلام کے بے لاگ جذبے سے سرشار۔''

(۳) **ایڈورڈ گبن**: یہ مصنف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قناعت وفیاضی کے باب میں اپنی کتاب History of the Saracens میں لکھتا ہے: ''(حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنا وظیفہ تین درہم، اس قدر غذا اور دیگر ضروریات کو کافی سمجھا جس سے وہ ایک اونٹ اور حبشی غلام کی پرورش کر سکیں، آپ ہر ہفتے جمعۃ المبارک کو بہت مستحق اور مفلس مسلمانوں میں اپنی اور بیت المال کی رقم تقسیم فرماتے۔ (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے وصال پر جب آپ کے جانشین (حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو صرف موٹے کپڑے کا ایک جوڑا ورثے میں ملا تو انہوں نے بڑی مسرت کے ساتھ فرمایا: ایسی شان دار مثال سے بہتر اور بڑھ کر مثال قائم کرنا ناممکن ہے۔''

(۴) **ڈاکٹر ویل**: ڈاکٹر موصوف اپنی کتاب A History of the Islamic people میں لکھتے ہیں: ''(حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نجی زندگی اور عہد حکومت ایسا گزرا ہے جس پر...... انگشت نمائی ناممکن ہے...... (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نرم دل، سادہ مزاج اور متقی وپرہیزگار تھے۔''

ایسے تاثرات اگر یک جا کیے جائیں تو دفتر پُر ہو جائیں...... سچ ہے شانِ صدیقی ایسی پاکیزہ ومثالی ہے کہ دُشمن بھی آپ کی صداقت و عظمت کی گواہی دینے پر مجبور ہے؛ الفضل ماشہدت بہ الاعداء... اور یہ بھی صحیح ہے ''مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری''...... اور ہمیں اپنے اس عظیم پیشوا اور صداقت وسچائی کے پیکر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں امام احمد رضا قادری بریلوی کے الفاظ میں یوں نذر پیش کرنا چاہیے ؎

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عزّ ونازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل

ثانی اثنینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

استفادہ: ماہنامہ ضیاء حرم لاہور، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نمبر

ہندوستان میں خواجہ غریب نواز کی داعیانہ فتوحات اور اس کے ہمہ گیر اثرات

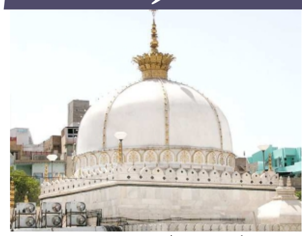
اسلام کی اشاعت وتبلیغ کا تعلق اخلاق وکردار سے رہا ہے، ایک مغالطہ بڑی قوت سے اسلام دشمن عناصر نے یہ دیا کہ اسلام کی اشاعت تلوار سے ہوئی، شمشیر و سناں سے ہوئی، یہ مغالطہ کچھ آج کی تھنک نہیں، بلکہ صدیوں سے اسلام کے سیلِ رواں پر بند باندھنے کی کوشش کرنے والے صہیونی عناصر اور یہودی زعما نے اسے رواج دیا۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ ایک صدی سے بھی کم عرصے میں متعارف ہونے والے Media نے اسے از سر نو اچھالا اور Press کی قوت کے منفی استعمال سے آن کی آن میں پوری دنیا میں یہ فکر غلط عام کر دی۔ حالاں کہ اس بابت وہ ایک بھی دلیل پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں۔

میڈیا کے اس طرز عمل نے بہت سے ذہنوں کو ابہام میں مبتلا کر دیا۔ ایسے ذہنوں کی تربیت کے لیے صوفیاے کرام بالخصوص ہندوستان میں اسلام کے اشاعتی کارواں کے عظیم سالار خواجہ معین الدین حسن چشتی سجزی اجمیری کی ذات آئیڈیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ Spain جہاں مسلمانوں نے ۷۸۱ر سالوں تک حکومت کی وہاں مسلمانوں کا اقتدار جب زوال پذیر ہوا تو اسی کے ساتھ دعوتی نظام کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اور مسلمانوں کو چن چن کر ختم کر دیا گیا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ وہاں مسلمانوں کا وجود مسلم اقتدار کے سہارے تھا، اربابِ حکومت اسلام کی راہ سے ہٹے تو زوال سے دوچار ہوئے۔ آمریت کا نتیجہ بالآخر اقتدار کا مٹ جانا ہے لیکن ہندوستان میں مسلمانوں کا وجود داعیانِ دین اور صوفیا بالخصوص سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز کی کاوشوں سے ہوا اسی وجہ سے صدیوں پر پھیلا ہوا مسلم اقتدار جب سمٹا تو حکومت ضرور مٹ گئی لیکن مسلمان باقی رہے۔ اسلام باقی رہا۔ اللہ کا ولی جہاں مقیم ہو جاتا ہے وہ زمین مسخر ہو جاتی ہے، اس کی ذات دلوں میں بس جاتی ہے۔ اس کا مشن آگے ہی بڑھتا ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اخلاق وکردار، استقامت وکرامت اور جہد مسلسل سے جس گلستاں کی آب یاری کی تھی وہ آج بھی شاداب ہے، آج بھی ہرا بھرا ہے، آج بھی فروزاں وتابندہ ہے، ۳۵ رکروڑ سے زیادہ مسلمان اس ملک میں بستے ہیں اور آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر قائم ہیں یہ اسی ابر بارندہ کی برکت ہے جسے ہند کی بادشاہت عطا کی گئی اور جس سے ایمان کی فصل آج بھی سرسبز وشاداب ہے: واہ اے ابر کرم زور برسنا تیرا

صدیاں گزر گئیں۔ انگریز کا اقتدار بھی ہندوستان سے غریب نواز کے روحانی اقتدار کو نہ چھین سکا۔ حوادث کی ٹھوکروں نے اس ملک سے مسلمانوں کے خاتمہ کے کتنے اور کیسے کیسے جتن کیے۔ کیسی کیسی آندھیاں چلیں، فرقہ پرستوں نے سیم وزر اور مکر و فریب کے ذریعے مسلمانوں کا زمینِ ہند سے صفایا کرنا چاہا لیکن اپنے منصوبے میں ہر عہد میں ناکام رہے۔ ذرا یاد کرو اس دورِ حزیں کو جب راجستھان سے ''فتنہ شدھی'' اٹھا، شردھانند نے آواز لگائی کہ یہاں پہلے سب ہندو تھے، غریب نواز نے زبردستی مسلمان بنایا، تلوار کے زور پر سلاطین نے مسلمان بنایا، ایسے مہیب دور میں غریب نواز کا اپنے عہد میں نائب ایک مرد مومن حضور مفتی اعظم ہند بریلوی کی شکل میں اٹھا اور اپنے احباب کی مبارک جماعت ''جماعت رضاے مصطفیٰ'' کو لے کر اس فتنہ ارتداد کا خاتمہ کیا۔ یوں عزم غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک مثال قائم کر دی۔ اسے ہی صوفیا استقامت کہتے ہیں۔

یہ تو ایک مثال تھی صوفیا کی جاں نثاری کی اور ان کے مشن کی تابانی کی۔ بہر حال یہ ایک المیہ ہے کہ منفی پروپیگنڈے کے زور پر اسلام کو جس قدر بدنام کرنے کی کوششیں کی گئیں وہ دنیا کے اور کسی مذہب یا نظریے کے ساتھ نہیں ہوئیں۔ اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ اسلام ہی وہ دین ہے جس میں نجات ہے۔ یہی ساری کائنات کا دین ہے۔ رب کا پسندیدہ دین ہے۔ پھر ایک سازش یہ کی گئی کہ اولیائے کرام کی بارگاہوں سے دلوں کے رشتے کم زور کرنے کے لیے انگریز نے ایسے افراد تیار کیے جنہوں نے شرک مٹانے والے اولیاے کرام (بالخصوص حضور غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی بارگاہ میں حاضری کو ہی شرک قرار دیا اس طرح امت مسلمہ میں انتشار کی وہ فضا ہموار کی جس سے نقصان صرف مسلمانوں کا ہوا۔ اللہ کریم نے تو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اسی لیے ہندوستان بھیجا تھا کہ وہ دین کی سربلندی کے لیے سعی وکاوش کریں۔ شرک کے مراکز کا خاتمہ کریں اور توحید کی شمع فروزاں کر دیں، محبوب رب تعالیٰ کی محبت سے من کی دنیا کو روشن کر دیں۔ اور آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور یہی بات انگریز اور دوسرے اسلام دشمن حلقوں کو بری لگی جس کا نتیجہ سامنے ہے کہ انگریز کے زیر اثر مسلمانوں کو ایک طبقہ ایسے عظیم داعی اسلام جنھوں نے مشرکوں کو کلمہ پڑھایا ان سے کدورت رکھتا ہے اور حسد کا شکار ہے۔ جب کہ خود ساختہ مبلغ کہلوانے والوں کی کیفیت یہ ہے کہ وہ ایک طرف اسلام کی دعوت کی بات کرتے ہیں دوسری طرف سچے مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہہ کر اللہ کی رحمت کو ناراض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا کرم فرمایا۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شکل میں ہندوستانیوں کو نجات دہندہ عطا کیا اب اللہ کی اس عظیم نعمت سے منھ بسورنا کیا دانش مندی ہے۔ پھر یہ کہ دنیا کے جتنے دہشت گرد ہیں وہ اولیائے کرام کے دشمن ہیں یہ بات بھی اب مخفی نہیں رہی اس لیے بھی کہ اولیاء کا مشن ہی دنیا کو دہشت گردی سے نجات دلا کر توحید ورسالت کی سچی دعوت دینا ہے۔ ماضی قریب میں جو حالات گزرے وہ نگاہوں کے سامنے ہیں، حقائق کے چہرے سے نقاب الٹنے پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فرقہ پرستوں نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانے پر بلاسٹ کر کے درندگی کا مظاہرہ کیا، بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ پڑوسی ملک پاکستان میں خود کو موحد کہلوانے والوں نے تو انتہا کر دی اور پے در پے حضرت داتا گنج بخش، سلسلہ خواجہ کے بزرگ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت حاجی شاہ بابا، حضرت دولھے شاہ اور اس طرح کئی آستانوں پر بموں سے حملہ کر کے صوفیاے اسلام کے داعیانہ مشن کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی۔ اس سے اندازا کیا جا سکتا



ہے کہ آج بھی صوفیا کا مشن موثر انداز میں جاری ہے اور فرقہ پرست قوتیں ان کے مشن سے خوف زدہ ہیں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کی سچی تعلیمات کی اشاعت کے لیے خواجہ غریب نواز کی خدمات اور ان کے مشن کو منظر عام پر لایا جائے اس سے جہاں مغرب کے جھوٹے پروپے گنڈوں کی تہیں چاک ہوں گی وہیں اسلام کا روشن وتابناک چہرہ سامنے آئے گا اور ''من'' کی دنیا روشن ہو جائے گی، فکر ونظر کے آنگن میں امیدوں کے ہزاروں دیپ روشن ہو جائیں گے۔ اسلام کا نکھرا ہوا چہرہ ابھر کر سامنے آئے گا۔

دکھ اور تکلیف میں جھیل بنو گلاس مت بنو!...

ایک نوجوان اپنی زندگی کے معاملات سے کافی پریشان تھا، اک روز ایک درویش سے ملاقات ہو گئی تو اپنا حال کہہ سنایا، کہنے لگا کہ بہت پریشان ہوں، یہ دکھ اور پریشانیاں اب میری برداشت سے باہر ہیں، لگتا ہے شاید میری موت ہی مجھے ان غموں سے نجات دلا سکتی ہے، درویش نے اس کی بات سنی اور کہا: جاؤ نمک لے کر آؤ، نوجوان حیران تو ہوا کہ میری بات کا نمک سے کیا تعلق پر پھر بھی لے آیا، درویش نے کہا: پانی کے گلاس میں ایک مٹھی نمک ڈالو اور اسے پی لو، نوجوان نے ایسا ہی کیا تو درویش نے پوچھا، اس کا ذائقہ کیسا لگا۔۔۔؟ نوجوان تھوکتے ہوئے بولا: بہت ہی خراب، ایک دم کھارا، درویش مسکراتے ہوئے بولا: اب ایک مٹھی نمک لے کر میرے ساتھ اُس سامنے والی جھیل تک چلو، صاف پانی سے بنی اس جھیل کے سامنے پہنچ کر درویش نے کہا: چلو اب اس مٹھی بھر نمک کو پانی میں ڈال دو اور پھر اس جھیل کا پانی پیو، نوجوان نے پانی پیا تو درویش نے پوچھا: بتاؤ اس کا ذائقہ کیسا ہے، کیا اب بھی تمہیں یہ کھارا لگ رہا ہے۔۔۔؟ نوجوان بولا: نہیں، یہ تو میٹھا ہے، بہت اچھا ہے، درویش نوجوان کے پاس بیٹھ گیا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا: ہمارے دکھ بالکل اِسی نمک کی طرح ہیں، جتنا نمک گلاس میں ڈالا تھا اتنا ہی جھیل میں ڈالا ہے، مگر گلاس کا پانی کڑوا ہو گیا اور جھیل کے پانی کو مٹھی بھر نمک سے کوئی فرق نہیں پڑا، اسی طرح انسان بھی اپنے اپنے ظرف کے مطابق تکلیفوں کا ذائقہ محسوس کرتے ہیں، جب تمھیں کوئی دکھ ملے تو خود کو بڑا کر لو، گلاس مت بنے رہو بلکہ جھیل بن جاؤ، اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، اس لئے ہمیں ہمیشہ یقین رکھنا چاہئے کہ جتنے بھی دکھ آئیں ہماری برداشت سے بڑھ کر نہیں ہوں گے... اللہ کریم! ہمیں دکھوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھے آمین،،،،